رسائل و مسائل

وقف کی شرعی تعریف و احکام

ملک غلام علی صاحب

سوال:۔ ہمارے ہاں ایک سوالنامہ وقف کے بارے میں موصول ہوا تھا۔ اصل سوالنامہ اس وقت نہیں مل سکا، البتہ اس کے جواب کی نقل ریکارڈ میں موجود ہے۔ اس جواب سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس میں درج ذیل نوعیت کے سوالات دریافت کیے گئے ہوں گے۔

۱۔ وقف کی شرعی تعریف کیا ہے؟

۲۔ علمائے اُمت نے اس کے لیے کیا قواعد و ضوابط اور احکام مقرر فرمائے ہیں؟

۳۔ کوئی جائداد یا اُس کی آمدنی کُلاً یا جزءً اگر فی سبیل اللہ خیراتی مقاصد میں صرف ہوتی رہی ہو تو کیا مجرد یہ امر اس جائداد کو شرعاً وقف کی تعریف میں داخل کر سکتا ہے جب کہ واقف کی جانب سے وقف کرنے کا کوئی دوسرا ثبوت موجود نہ ہو۔

۴۔ کسی کی مملوکہ جائداد یا املاک کو زبردستی وقف قرار دینا یا مغصوبہ جائداد کو وقف قرار دینا کہاں تک صحیح ہے؟ کیا کسی فرد یا حکومت کو اس طرح کا حق اسلام میں حاصل ہے؟

جواب:۔ وقف اسلامی شریعت میں ایک خاص اصطلاح ہے جس سے مُراد یہ ہے کہ کوئی مالک یا صاحبِ جائداد اپنی مِلک کو اپنی ملکیت سے خارج کر دے اور اُسے اللہ تعالیٰ کی مِلک قرار دے کر فی سبیل اللہ خیرات کر دے۔ اس طرح کی جائداد یا املاک کامل و سالم طور پر اپنی اصل حالت میں برقرار رہتی ہیں اور اُن کا نفع یا آمدن افراد و اشخاص یا مصارف میں تقسیم یا صَرف

ہونا رہتا ہے جس کو واقف مستحق قرار دے دیتا ہے۔ اس کا ذکر متعدد ارشادات نبوی میں ملتا ہے۔ جن میں سے ایک نہایت مستند حدیث یہاں نقل کی جاتی ہے۔

صحیح بخاری شریف، باب شروط فی الوقف (شرائط وقف) کی ایک حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فتح خیبر کے بعد زمین ملی تو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس کے متعلق مشورہ حاصل کرنے کے لیے حاضر ہوئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسولؐ مجھے خیبر میں زمین ملی ہے جس سے بہتر زمین میرے پاس نہیں۔ آپؐ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ آنحضورؐ نے فرمایا: اگر چاہو تو اصل کو وقف کر دو اور آمدنی کو صدقہ کر دو۔ حضرت عمرؓ نے اُسے وقف کر دیا کہ اصل جائداد نہ فروخت کی جا سکے، نہ ہبہ ہو سکے، نہ اُس میں وراثت جاری ہو (لَا یُبَاعُ وَلَا یُوْھَبُ وَلَا یُوْرَثُ)۔ اس کی پیداوار فقراء، رشتہ داروں، غلاموں کی رہائی، فی سبیل اللہ مدات، مسافروں اور اجنبی مہمانوں پر خرچ ہو۔ اس کے متولی پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ معروف طریقے پر خود بھی اس میں سے کھائے مگر متموّل بننے کی کوشش نہ کرے۔"

صحیح بخاری کے ابواب شروط کے بعد، ابواب الوصایا آتے ہیں۔ اس میں یہ حدیث اس طرح مروی ہے:

"حضرت عمرؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اپنا ایک باغ بطور صدقہ جاریہ کے وقف کیا۔ انہوں نے آنحضورؐ سے عرض کیا کہ میں نے ایک نفیس جائداد حاصل کی ہے اور میں اس کا صدقہ کرنا چاہتا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا اصل (CORPUS) وقف کر دو۔ اسے نہ بیچا جائے گا، نہ بطور ہبہ دیا جائے گا اور نہ یہ وراثت میں کسی کو منتقل ہوگا (اس حدیث میں بالکل وہی لفظ دہرائے گئے ہیں کہ لا یباع، ولا یوھب ولا یورث) لیکن اس کے پھلوں کا صدقہ کیا جائے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اس باغ کا صدقہ کر دیا اور اس کا صدقہ فی سبیل اللہ، غلاموں کو آزاد کرانے، مساکین، مہمانوں، مسافروں اور قرابت داروں میں بانٹا جاتا تھا۔"

اسی مضمون کی احادیث صحیح مسلم، ترمذی، نسائی اور حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی مذکور ہیں
ان احادیث سے جو بنیادی اصول و احکام وقف سے متعلق مستنبط ہوتے ہیں اور جن پر پوری امت کے
فقہاء و علماء کا اتفاق و اجماع ہے۔ وہ درج ذیل ہیں:

۱۔ کسی جائداد کو اللہ کی راہ میں وقف کرنا اُس جائداد کے مالک کا حق ہے۔ کسی دوسرے فرد یا ادارے یا حکمران کو یہ حق یا اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی ایسی جائداد کو وقف قرار دے جو کسی کی مملوکہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول تھے اور مسلمانوں کے امیر اور حکمران بھی تھے مگر جس جائداد کے متعلق خود حضرت عمرؓ نے وقف کی پیش کش کی اُسے بھی اپنی تحویل اور قبضے میں لینے کے بجائے آپؐ نے حضرت عمرؓ ہی کو اختیار دیا کہ تم چاہو تو اُسے وقف کر دو اور اُس کی آمد غربا اور مساکین وغیرہ میں تقسیم کرتے رہو۔

۲۔ جو جائداد واقف اپنی آزادانہ مرضی سے وقف کر دے، اس کا اصل جوں کا توں رہے گا، اس میں خرید و فروخت، ہبہ، وراثت، تبادلہ کی قسم کے اس طرح کے تصرفات و انتقالات نہیں ہو سکتے جو عام املاک میں ہوتے ہیں۔

۳۔ جو جائداد کسی شخص کی مِلک میں ہو، جب تک اُس کا ثبوت نہ مل سکے کہ اُس نے اپنے فعل سے اس جائداد کو اپنی مِلک سے خارج کر کے فی سبیل اللہ وقف کر دیا ہے، بلکہ اس کے برعکس اس کا ثبوت موجود ہو کہ شخص مذکور اس جائداد میں کامل مالکانہ اختیارات رکھتا ہے اور انہیں استعمال کرتا رہا ہے اور یہ سارے اختیارات وراثۃً یا کسی دوسرے جائز طریق پر دوسروں کی جانب پورے کے پورے منتقل ہو رہے ہیں تو یہ جائداد محض اس بناء پر وقف قرار نہیں دی جا سکتی کہ اس کی آمدنی کُلاً یا جزءً ان مقاصد میں صرف ہو رہی ہے یا ہوتی رہی ہے جو مذکورہ بالا احادیث میں مقاصد وقف کے طور پر مذکور ہیں، نہ اس جائداد کو کوئی حکومت یا اُس کا نامزد کردہ کوئی عہدہ دار اپنی مرضی یا صوابدید سے واقف قرار دے کر اُسے مالک کی ملکیت سے نکال کر اپنے تصرف میں لے سکتا ہے۔

۴۔ وقف کے وجود میں آنے اور اس کے صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ جائداد موقوفہ واقف کی بالفعل جائز ملکیت ہو۔ فقہاء نے تصریح کی ہے کہ اگر ملکیت حاصل ہونے سے پہلے کوئی شخص جائداد کو وقف قرار دے اور ملکیت اُسے بعد میں حاصل ہو یا جائداد وہ شخص غصب کرلے اور اُسے وقف قرار دے خواہ اُس کی قیمت مالک کو ادا کرے یا مالک سے مصالحت کرلے تب بھی اس جائداد کا وقف قرار دینا اس

غاصب یا خریدار کے لیے جائز نہ ہوگا اور یہ وقف صحیح نہ ہوگا کیونکہ وقف قرار دیتے وقت وہ اس جائداد کا جائز مالک نہ تھا۔

کتبِ فقہ سے بھی مذکورہ بالا مندرجات کی تصدیق ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر فتاویٰ عالمگیری کتاب الوقف میں منقول ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک وقف کی تعریف شرع میں یہ ہے کہ واقف عین جائداد کو اپنے پاس روک کر رکھے اور اس کی منفعت کو فقرا پر خیرات کرے اور امام ابویوسفؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک تعریف یہ ہے کہ عین جائداد کو اللہ کی ملک قرار دے کر وقف کرنے والا اپنے پاس رکھے اور اس کا نفع بندگانِ خدا کے لیے لوٹائے۔ تب یہ وقف لازم و صحیح ہوگا، نہ اُسے بیچا جائے گا نہ ہبہ کیا جائے گا نہ وراثت میں جائے گا۔

فتاویٰ عالمگیری میں شرائط وقف درج ہیں:۔

واقف عاقل ہو، بالغ ہو، وقف تقرب الٰہی کے لیے ہو (چنانچہ گرجا یا مندر وغیرہ کے لیے وقف صحیح نہ ہوگا)۔ پھر لکھتے ہیں: الملك وقت الوقف حتى لو غصب ارضا فوقفها ثم اشتراها من مالكها ودفع الثمن اليه او صالح على مال دفعه اليه لا تكون وقفاً (وقف کے صحیح ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ جو وقف کر رہا ہے، بوقت وقف جائداد اس کی ملک میں ہو، اگر اُس نے کوئی زمین زبردستی غصب کر لی، اُسے وقف قرار دیا۔ پھر مالک سے خرید کر قیمت ادا کر دی یا کچھ معاوضے پر مصالحت کر لی تو یہ وقف نہیں ہوگا۔

اسلامی شریعت کا اصول یہ بھی ہے کہ وہ فرائض کی پابندی کو سختی سے کرانا چاہتی ہے اور اس کے لیے حکومتی اقتدار اور جبر و اکراہ کا استعمال بھی بعض اوقات کرتی ہے، مثلاً زکوٰۃ و عشر کی قانونی وصولی لازمی ہے مگر جہاں تک نفلی عبادات اور غیر واجب صدقات و خیرات کا تعلق ہے ان پر کسی مسلمان کو مجبور نہیں کیا جاتا تاکہ اس کے اندر رضاکارانہ طور پر اللہ کا تقرب حاصل کرنے کا جذبہ مُردہ نہ ہو جائے۔ وقف بھی ایک نفلی صدقہ کی صورت ہے۔ اگر اس کے لیے زبردستی املاک کا حصول کیا جائے تو یہ حصولِ ثواب کے بجائے ایک کارِ بے خیر بن کر رہ جائے گا اور وقف فی سبیل اللہ کا اصل مقصد فوت ہو کر رہ جائے گا۔

ان تصریحات سے یہ امر واضح ہے کہ جب تک جائداد کا مالک خود وقف کا اعلان و اقرار نہ کرے، یا فعل وقف کا مالک سے صادر ہونے کا ثبوت موجود نہ ہو، کسی دوسرے فریق یا اتھارٹی کا ایسی جائداد کو وقف قرار دینا اور اسے اپنے قبضہ و تصرف میں لینا اسلامی شریعت کی نگاہ میں ایک بے جواز اقدام ہے جو بالکل باطل، کالعدم اور بے اثر ہے۔